جناب محمد یونس میئو صاحب
لیکچرار اسلامیات (ڈسکہ)

جدید تحقیق میں تنقید کا مقام

یہ بحث اب بہت پرانی ہوچکی ہے اور دورجدید کی تحقیق وتنقید کے لوازمات اور تقاضوں سے لگا نہیں کھاتی کہ تحقیق اور تنقید دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ ایک زمانہ تھا کہ بعض اہل قلم بھی تحقیق وتنقید کو دو متضاد چیزیں خیال کیا کرتے تھے۔ اسی تفریق کی بنیاد پر محقق ونقاد دو متضاد مشاغل کے آدمی خیال کیے جاتے تھے۔ " یعنی محقق وہ ہے جسے تنقید سے کچھ غرض نہ ہو اور نقاد وہ ہے جو تحقیق سے بالکل بے نیاز ہو، گویا تحقیق وتنقید میں بےوجہ دشمنی پیدا کردی گئی" (۱)۔ اس فکری مغالطے کا نتیجہ بڑا بھیانک برآمد ہوا کہ تحقیق اور تنقید میں باہم ٹھن گئی۔ لہذا نقاد حضرات نے تحقیقی کاوشوں کو اس مخاصمت میں غیر معیاری قرار دینا شروع کردیا۔ یوں تحقیق اور تنقید دونوں کی افادیت کو زد پہنچی۔ تحقیق تو تحقیق خود تنقید بھی سوٴ استفادہ اور تخریب کاری کا شکار ہوگئی۔ (۲)۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا واقعی تحقیق اور تنقید دوالگ الگ میدان ہیں اور ان میدانوں کے شہسوار مخالف سمتوں میں محوپرواز ہیں یا کسی مقام پر کسی مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے اشتراک عمل پر آمادہ ہوسکتے ہیں۔ یہ جاننے کیلئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے تحقیق اور تنقید کے لغوی اور اصطلاحی معانی کا مفہوم تعین کرلیں۔ اس کے بعد ان کے باہمی ربط کو تلاش کرنا آسان ہوگا۔ تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے فیروز اللغات میں اس کے معانی درج ذیل ہیں:

(۱). اصلیت معلوم کرنا (۲). دریافت کرنا (۳). درستی صحت (۴). دریافت، تفتیش، جانچ پڑتال (۵). سچائی، صداقت، اصلیت (۶). تعین (۷). تصدیق، پایہ ثبوت کو پہنچنا (۸). درست، ٹھیک، سچا،

---

(۱). ڈاکٹر سید عبداللہ، تحقیق وتنقید، اردو میں اصول تحقیق، مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم ۱۹۸۹ء، ص: ۲۹)۔ (۲). مظفر علی سید، تحقیقی وتنقید کا باہمی ربط، تحقیق اور اصول دفع اصطلاحات پر منتخب مقالات، مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۸۶ء، ص: ۱۶۵)۔

اصلی اور یقینی وغیرہ (۱)۔ تحقیق کے اصطلاحی معانی بھی یہی بیان کیے جاتے ہیں:

" تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی کھرے کھوٹے کی چھان بین یا کسی بات کی تصدیق کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں تحقیق کا مقصد یہ ہونا چاہئیے کہ ہم اپنے علم وادب میں کھرے کھوٹے، مغز کو چھلکے سے، حق کو باطل سے الگ کریں، تحقیق کسی موضوع پر مناسب معلومات حاصل کرنے کی باضابطہ جستجو ہے اور تحقیق کسی امرکو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے: (۲)۔ اب ذرا تنقید کے لغوی اور اصطلاحی معانی پر غور کیا جائے: انگریزی اصطلاح کریٹیسزم کا ترجمہ اردو میں نقد، انتقاد یا تنقید کیا گیا ہے لیکن زیادہ معروف ترجمہ تنقید ہی ہے اور یہی مستعمل ہے عربی میں بھی اس کا مادہ نقد ہے۔ فیروزاللغات نے اس کے بھی تقریباً وہی معانی لکھے ہیں جو تحقیق کے ہیں:

(الف). جانچ، پرکھ، تمیز، ایسی تمیز جو اچھے برے، کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرے۔

(ب). تبصرہ، نقد، اور نقطہ چینی (۳)۔ ادب یا اصطلاح میں تنقید کے معانی بہت وسیع کسی ادب کا مطالعہ کرکے اس کے کھرے کھوٹے اور صحیح غلط ہونے کا فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تجزیہ، اس کی قدروقیمت کا تعین اور ادب میں اس کی حیثیت وغیرہ کے معاملات بھی تنقید میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ نقاد کا کام ادب کی تنقیص کرنا نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے معانی بیان کرتے ہیں:

" تنقید کے معانی کھوٹا کھرا پرکھنا، اصطلاحاً کسی موجود مواد کی خوبی یا برائی، حسن وقبح اور جمال اور بدصورتی کے متعلق چھان بین کرنا اور اس پر فیصلہ دینا نقاد کے مدنظر ہوتا ہے" ۔ (۴)۔ لیکن سارے عمل میں نقاد کا رویہ اور سوچ مثبت ہونی چاہئے تب ہی تنقید کا عمل مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ گویا نقاد کی تنقید میں دل سوزی، خلوص اور ہمدردی کا پہلو نمایاں ہونا چاہئیے۔ وہ ایک مخلص دوست کی طرح مصنف، تخلیق نگار یا فنکار کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔ اس کے بیان میں تحقیر اور تذلیل کا پہلو نہیں ہوتا۔ وہ اپنی تنقید کو دوسروں کے لئے خوشگوار اور قابل مطالعہ بنانے کیلئے اس میں تخلیق کا رنگ پیدا کرتا ہے۔ اس طرح ایک نقاد تخلیقی ادب کو آگے بڑھانے، اسے وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے اور ادب کے ٹھہرے ہوئے ہوتے میں ہلچل اور روانی پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ سارا کام محقق خود کرسکتا؟ جبکہ وہ اپنی تحقیق کے بارے میں دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتا ہے کہ اس میں کیا کیا خوبیاں اور

(۱). مولوی فیروز الدین، فیروزاللغات، فیروز سنز، لاہور، سن ندارد، ص: ۳۴۸) (۲). اردو میں اصول تحقیق، جلد اول، ص: ۲) (۳). فیروزاللغات (اردو جامع)، ص ۳۸۴) (۴). اردو میں اصول تحقیق، ص ۳۰)

کیا کیا خامیاں ہیں ؟۔ لہذا وہ کھوٹے کھرے کے بارے میں بہتر فیصلہ کرسکتا ہے ۔ اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اچھے محقق بھی ہوں اور اچھے نقاد بھی ۔ ایک محقق اچھا نقاد ہوسکتا ہے لیکن دوسروں کیلئے بہرحال یہ حقیقت ہے کہ اچھا محقق قدرتی طور پر اچھا نقاد بھی ہوتا ہے ۔ تحقیق میں نقاد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ بعض اوقات ایک محقق کی نظر وہاں تک نہیں پہنچتی جہاں تک نقاد دیکھ سکتا ہے پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ، کسی ادیب ، شاعر یا محقق کے نزدیک اس کا ادب پارہ یا تحقیق بمنزلہ اولاد کے ہوتی ہے لہذا کوئی بھی ماں باپ اپنی اولاد کے بارے میں اچھے برے ہونے کا فیصلہ نہیں دے سکتے ۔ دوسرے لوگوں کی رائے اس سلسلہ میں معتبر خیال کی جاتی ہے ۔ یہی بات تحقیق کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہے لہذا تحقیق کسی بھی قسم سے متعلق ہو اس کے لئے ایک نقاد کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ شاید اسی بنیاد پر ڈاکٹر سید عبداللہ نے فرمایا ہے کہ " ایک خاص حد تک تنقید اور تحقیق کے دائرہ ہائے عمل الگ الگ ہیں " ۔ (۱) ۔ اس جزوی فرق کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ تنقید اور تحقیق دونوں ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں ۔ ایک کے بغیر دوسرے کا وجود کچھ بےمعانی سا ہوکر رہ جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق اور تنقید کا عمل ساتھ ساتھ چلتا ہے ، جبکہ بعض احباب کا خیال ہے کہ تحقیق یا تخلیق پہلے وجود میں آتی ہے اور تنقید بعد میں ظہور پذیر ہوتی ہے ۔ اگر آپ ان دونوں عملوں کو الگ الگ تناظر میں دیکھیں گے تو بظاہر ایسا ہی نظر آتا ہے کہ جب تخلیق یا تحقیق ہی نہ ہوگی تو تنقید کس پر ہوگی ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں عمل ساتھ ساتھ چلتے ہیں ۔ آپ جانتے ہیں کہ قرآن مجید نے واقعات ، بیانات اور روایات کی جانچ پڑتال کا حکم دیا ہے ۔ " یاایھاالذین امنو ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علی فعلتم نادمین " (۲)

یہی وہ آیت ہے جس کی بنیاد پر علماء نے جرح وتعدیل کے اصول منضبط کئے ۔ مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اصولی ہدایت دی ہے کہ جب کوئی اہم خبر تم تک پہنچے تو اس کی تصدیق کرلو ... اسی قاعدے کی بنیاد پر محدثین نے علم حدیث میں جرح وتعدیل کا فن ایجاد کیا تاکہ ان لوگوں کے حالات کی تحقیق کریں جن کے ذریعے سے بعد کی نسلوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پہنچی تھیں " (۳) ۔ اصول حدیث کی زبان میں ان تمام علوم کو اصول

(۱) ۔ اردو میں اصول تحقیق ، ص ۳۰ (۲) ۔ سورۃ الحجرات ، آیت ۶ ۔

(۳) ۔ مولانا مودودی ، تفہیم القرآن ، جلد ۵ ، ادارہ ترجمان القرآن ، لاہور ۔ ۳۷ ۔

روایت اور درایت کہتے ہیں ۔ ان اصولوں کو آپ جدید اصول تحقیق کی بنیادقرار دے سکتے ہیں ۔ ان اصولوں کی بنیاد پر ایک محقق کسی روایت کو قبول یا رد کرتا ہے ۔ مولانا شبلی نعمانی سیرت النبیؐ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں : " جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خودنہ تھا توشریک واقعہ تک تمام راویوں کے نام بہ ترتیب بتایا جائے اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جواشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیساتھا ؟ حافظہ کیسا تھا ؟ سمجھ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے یا غیرثقہ تھے ؟ سطحی الذھن تھے ؟ یادقیقہ بین ؟ عالم تھے یا جاہل تھے ؟" ۔ (۱)۔

ایک محقق تحقیق کرتے وقت ان تمام امور سے بحث کرتا ہے ۔ محدثین نے اس سلسلہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور باقاعدہ ایک فن اسماء الرجال کے نام سے ایجاد کیا ۔ جو راویوں کے احوال سے گفتگو کرتا ہے ۔ یہ تو بنیاد ہے جدید تحقیق کی اس سلسلہ میں جدید نقاد کی اساس کیا ہے ۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی بھی تنقید کی بنیاد تین چیزوں پر ہوتی ہے ۔ نقاد اپنی رائے دینے سے پہلے ان امور کے بارے میں اپنی تسلی اور تشفی کرتا ہے ۔ ارباب فن ان کو (الف) تشریح (ب) حکم اور یقین کے نام سے جانتے ہیں۔ تشریح سے مراد یہ ہے کہ کسی تحقیق یا تصنیف کا مطالعہ کیا جائے ۔ پھر محقق یا مصنف کے بارے میں پوری پوری معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ کہاں پیدا ہوا ؟ کس زمانے سے تعلق رکھتا ہے ؟ اس کے والدین کون تھے ؟ اس کا بچپن کیسے گزرا؟ اس نے کن لوگوں میں پرورش پائی ، کہاں سے تعلیم حاصل کی ، کون کون سی کتابیں پڑھیں ، اس کی جوانی کیسے بسر ہوئی ، اسے کسی سے محبت ہوئی اگر ہوئی تو انجام کیا تھا ؟ اس دور میں مذہبی ، اخلاقی ، معاشرتی ، معاشی اور سیاسی حالت کیا تھی ؟ یہ تمام معلومات ایک نقاد اس لئے حاصل کرتا ہے کہ اسے فن کے ساتھ ساتھ فنکار کی شخصیت پر بھی اظہار خیال کرنا ہوتا ہے ۔ یہ سب چیزیں انسانیت اور شخصیت کی تشکیل و تکمیل یا تخریب وانتشار کا باعث بنتی ہیں ۔ کسی بھی تحقیق یا ادب پارے میں محقق یا ادیب کی شخصیت بھی جلوہ گر ہوتی ہے اور آجکل تولوگوں کی پہچان اور تعارف ہی انکی تحریریں ہیں ۔ یہ لوگ جب تنقید لکھنے بیٹھتے ہیں تو صرف عیوب ونقائص پر ہی نظر رکھتے ہیں ۔ مخالف کاسونا انکے نزدیک لوہا ہوتا ہے ۔ آجکل اخبارات میں ایسی تنقید کے نمونے آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں ۔ پھر مختلف سیاسی ادوار میں شائع ہونے والی کتب کا بھی یہی حال ہوتا ہے ۔ بحرحال مندرجہ بالا تمام امور پر تحقیق کرنے کے

(۱)۔ مولانا شبلی نعمانی ،مقدمہ سیرت النبیؐ ، جلداول ، داراشاعت ، کراچی ۱۹۸۵ء ، ص: ۳۷۔

بعد ہی نقاد کسی تحقیقی کاوش کے بارے میں اپنی تنقید سے اس کی درجہ بندی کرتا ہے کہ وہ اچھی ہے، بہت اچھی ہے یا بہت ہی اچھی ہے۔ نیز وہ دور حاضر کے تقاضوں اور چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتی ہے یا نہیں۔ یہ تعین وہ بڑے غور وفکر اور تحقیق کے بعد کرتا ہے۔ اس بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ محقق اور نقاد دونوں ایک ہی کام کرتے ہیں اور ایک ہی طریقہ سے کرتے ہیں۔ جزوی اختلاف کی ہرجگہ گنجائش ہوتی ہے۔ دونوں کا معیار سند بھی ملتاجلتا ہے لہذا یہ کہنا کچھ بےجا نہ ہوگا کہ تحقیق وتنقید کا عمل ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ ایک نقاد کو محقق اور ایک محقق کو نقاد ہونا بہت ضروری ہے۔ مظفرعلی سید تحقیق اور تنقید کے باہمی ربط کے بارے میں لکھتے ہیں:

" تحقیق اور تنقید کا رابطہ محض اتنا نہیں کہ تحقیق، تنقید کےلئے مسالہ فراہم کرتی ہے یہ تو خادم اور مخدوم کا رشتہ ہے... دونوں ایک دوسرے کےلئے متقابل ڈسپلن کا حکم رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں اور انکے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ علوم وفنون کی درمیانی سرحدیں ذرا نرم ہوتی ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ " آدمی وہاں نہ جاسکے یاں کا " (۱).

ذرا آگے چل کر اور وضاحت کرتے ہیں:

" تحقیق کے میدان میں تلاش وجستجو کا آغاز تب ہی ہوسکتا ہے جب آپ کو معلومات کی وضع موجود سے بےاطمینانی ہو۔ دوسرے لفظوں میں آپ مرغومات کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہوں اور ضبط روایت کے ساتھ ساتھ، نقد روایت کا حوصلہ اور اہلیت بھی رکھتے ہوں۔ اس طرح تنقید کے میدان میں کسی ادبی متن کی تفسیر وتاویل اور اس کی قدروقیمت پر ذمے داری کے ساتھ رائے زنی نہیں ہوسکتی، جب تک متن موجود کا انتساب اور استناد تسلی بخش نہ ہو۔ یقیناً کوئی باہوش نقاد کسی ایسی تحریر کی گہرائی میں اترنے سے گریز کرے گا جس کی سطح ہی مخدوش اور مخشوش ہو۔ گویا ہر محقق میں ایک جزوی نقاد اور ہر نقاد میں ایک جزوی محقق کا وجود لازم ہے"۔ (۲).

پس نقاد کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ صرف زیربحث تصنیف کے ادبی وفنی محاسن وعیوب پر ہی نظرنہ رکھے بلکہ نقاد کیلئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ محقق یا مصنف کے حالات وواقعات کی بھی تحقیق کرے اس کی دیگر تحقیقی کاوشوں (اگرہوں تو) کے باہمی روابط پر بھی ایک نظر ڈال لے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سوانح عمریاں بلکہ مصنفوں اور شاعروں کے خطوط بھی ان تخلیقات وتحقیقات کو سمجھنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں۔ اس طرح تہذیب اور سماج کے

(۱). تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (ص: ۱۷۴۔۱۷۵)۔

(۲). تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (ص: ۱۷۵)۔

حقائق کا علم بھی ادبی جائزوں کے سلسلے میں مفید بلکہ ضروری ہوتا ہے ۔ (۱)۔ اس سلسلہ میں ہم خطوط غالب کی مثال ہی سے رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں یہ خطوط ایک عہد کی سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی تاریخ بیان کرتے ہیں۔ تفہیم غالب کے لئے ان خطوط کا مطالعہ بہت ضروری ہے ۔ میر تقی میر کی شاعری میں جو سوز و گداز کا عنصر نمایاں ہے وہ ان کے ذاتی بچپن کے حالات ، عشق میں ناکامی اور وطن عزیز کی غلامی اور بربادی کا پتہ دیتے ہیں۔ گویا یہ میر کی شاعری کا پس منظر ہے جو ان کے کلام کو سمجھنے میں بہت مدد دیتا ہے ۔ دور کیوں جائیے ، خود علامہ اقبالؒ کی شاعری کا پس منظر جانے بغیر ان کا فلسفہ سمجھنا مشکل ہی نہیں ، بعض حالات میں ناممکن بھی ہوسکتا ہے ۔ مرد کامل شاہین جیسے کرداروں کے پس منظر میں کیا ضرورت تھی جب تک نہ ان کے فلسفہ مرد مومن سے آگاہی حاصل نہ کی جائے اس سے مستفید ہونا ناممکن ہے۔اسی طرح خودی، بےخودی، سخت کوشی اور خط پسندی کی حقیقت جاننے کے لئے عالم اسلام اور ایشیاء کی سیاسی حالت کا جائزہ بہت ضروری ہے۔یہی حال تحقیق کا ہوتا ہے ۔ محقق بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے ۔ اچھے، برے، نیکی ، دھوپ چھاؤں اور خوشی، غمی کا اس پر بھی اثر ہوتا ہے ۔ اس لئے ایک نقاد کا کام محقق کی طرح کٹھن ہی ہوتا ہے ۔ تحقیق اور تنقید کی حقیقت کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے مقصد دونوں کا ایک ہی ہوتا ہے کہ سچائی اور اصل حقیقت کا کھوج لگانا ۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنا ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے تحقیق و تنقید کے اس باطنی تعلق کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے : " ماحصل یہ کہ تنقید میں بھی تحقیق کے کئی پہلو نکلتے ہیں اور تنقید کیلئے بھی تحقیق ایک لازمی ساعمل ہے ۔ سبال بواقن کے ساتھ فنکار کو بھی سمجھنے کی دعوت دیتا ہے ۔ آئی ۔ اے رچرڈز فن کے ساتھ قاری کے ذہن اور ماحول کو سمجھنے کی تاکید کرتا ہے ۔ رابرٹسن تو اس سے آگے بڑھ کر خود ناقد کو بھی اس میں لے آتا ہے اور اسکی نفسیات شناسی کو ضروری قرار دیتا ہے ۔ تال ساری اجتماعی تہذیب کے مطالعہ کو اہمیت دیتا ہے اور ہربرٹ میولر کے نزدیک تو زمانے کی مجموعی فکری روح کی شناخت بھی ضروریات تنقید میں شامل ہے غرضیکہ سچی تنقید تحقیق سے آنکھ نہیں چرا سکتی اور صرف تاریخ ہی نہیں حیات انسانی کی پوری تاریخ اسکی لپیٹ میں آتی ہے۔ یہیں پہنچ کر تحقیق و تنقید ہم معانی سے الفاظ بن جاتی ہیں۔ کم از کم دونوں کی باہمی بے تعلق کا دعویٰ غلط ہی ثابت ہوتا ہے ۔ (۲)۔

---

(۱). اردو میں اصول تحقیق ،(ص ۲۷)

(۲). اردو میں اصول تحقیق ،(ص ۲۷، ۲۸)